پھر مزاحمت کر کے طے کرانا صنفِ نازک کی متانت اور طہارتِ نفس کے بالکل خلاف بات ہے۔ حجاب خاتون کا زیور ہے، جو ایسی باتوں سے ضائع ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غلام حضرت فاطمہؓ کے حوالے کرنے گئے تو حضرت فاطمہؓ بے چین ہو کر کپڑوں میں سمٹنے لگ گئیں۔ معلوم ہوا کہ محرم کے ہمراہ غیر محرم ہو تو عورت کے لیے بے تکلفی اپنے محرم سے بھی مناسب نہیں ہوتی۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی فاطمۃ بعبد قد وھبہ لھا قال وعلی فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ثوب اذا تقنعت بہ رأسھا لم یبلغ رجلیھا واذا غطت بہ رجلیھا لم یبلغ راسھا فلما رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما تلقی قال انہ لیس علیک باس انما ھو ابوک وغلامک (ابوداؤد باب فی العبد الی شعر مولاتہ۔ کتاب اللباس)

اس سے ثابت ہوا کہ، اپنے والد اور بھائی بندوں سے ایسے موقعہ پر بے تکلفی کی نمائش کرنا جب وہاں غیر محرم بھی ہوں۔ اسوۂ بتول اور سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے واللہ اعلم۔

۴۔ ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

۱۔ کیا سجدۂ تلاوت فرض ہے؟

۲۔ کیا اس کے لیے وضو بھی ضروری ہے؟

۳۔ اس میں کیا پڑھنا چاہیے؟ کیا تکبیر کہنا چاہیے؟

الجواب

سجدۂ تلاوت فرض نہیں ہے:

قال یا یھا الناس! انما نمر بالسجود فمن سجد فقد اصاب ومن لم یسجد فلا اثم علیہ ولم یسجد عمر وزاد نافع عن ابن عمر ان اللہ لم یفرض السجود الا ان نشاء (بخاری ص ۱۴۷)

گو اللہ کا کرم ہے کہ اسے فرض نہیں کیا تاہم موقعہ پر سجدہ نہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ بعض مقام تو ایسے آتے ہیں کہ اوندھے منہ گر جانے کو جی چاہتا ہے۔ یہ محل موقعہ کی بات ہے۔

تسجد حتی ما یجد احدنا موضع جبھتہ (بخاری ص ۱۴۶)

یہی مذہب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا ہے۔ ہاں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔ مگر

یہ محل نظر ہے۔

قال عمر: ان اللہ لم یکتبہا علینا الا ان نشاء، قال ابن رشد وھذا بمحضر من الصحابۃ (بدایہ)

سجدہ کے لیے وضو۔ ضروری نہیں ہے، ہو تو بہتر ہے، اگر وضو ضروری قرار دیا جائے تو جو تلاوت کر رہا ہوتا ہے اس سے تو وضو متوقع ہوتا ہے لیکن ہر سامع بھی اس وقت باوضو ہو، محال ہے۔ آیت سن کر بات سجدہ میں گرنے کی ہے، اگر وضو کی قید بھی ہو تو بات موقع کی نہیں رہے گی حالانکہ سجدۂ تلاوت ۔۔۔ ضائع وقت کی فوری کیفیت کا نام ہے۔

قال الشوکانی: لیس فی احادیث سجود التلاوۃ ما یدل علی اعتبار ان یکون الساجد متوضئا وقد کان یسجد معہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حضر تلاوتہ ولم ینقل انہ امر احدا منھم بالوضوء ویبعد ان یکونوا جمیعا متوضئین (نیل)

امام بخاری کی تصنیف سے بھی ایسا ہی مترشح ہوتا ہے کہ طہارت کے لیے وضو ضروری نہیں سمجھتے انھوں نے باب یوں ذکر کیا ہے:

باب سجود المسلمین مع المشرکین نجس لیس لہ وضوء وکان ابن عمر یسجد علی غیر وضوء (بخاری)

قال الحافظ: بانہ یبعد فی العادۃ ان یکون جمیع من حضر من المسلمین کانوا عند قراءۃ الایۃ علی وضوء لانھم لم یتأھبوا لذلک (فتح)

تکبیر۔ اللہ اکبر کہہ کر سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے، حضورؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

عن ابن عمر قال: کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقرأ علینا القرآن فاذا مر بالسجدۃ، کبر وسجد وسجدنا (رواہ ابو داؤد وفیہ العمری)

تکبیر سجدہ کو جاتے اور اس سے سر اٹھاتے ہوئے کہنی چاہیے۔ یہی جمہور کا مسلک ہے (بدایۃ المجتہد)

کیا پڑھنا چاہیے؟ یہ پڑھیں:

سجد وجھی للذی خلقہ، وشق سمعہ وبصرہ، بحولہ وقوتہ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

اللھم احطط عنی وزراً واکتب لی بھا اجرا واجعلھا لی عندک ذخراً وتقبلھا منی کما تقبلتھا من عبدک داؤد علیہ السلام (رواہ الترمذی) (عزیز زبیدی)